

فلسفہ تربیتی

دانشگاه تهران

کتابخانه مرکزی



ماہنامہ الذهبیہ

دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لہور

فلسفہ تربیتی

آئینہ مرقومات

- 3 قلب اولی عید الایمان
9 علامہ ربانی (قرآنی کی نصیحتیں)
13 قرآنی کاشفی ثبوت
17 قرآنی کا قیمتی حکم
18 قرآنی کی سزا و جہاں ہے
19 قرآنی کے لئے دوزخ ہو سکتی ہے
21 قرآنی کے جانوروں کی عمر کا
24 قرآنی کے جانوروں کے روپ و نظائرس کا بیان
26 فقہائے احناف کے نزدیک قرآنی کے جانور کا مسیار
27 افضل قرآنی کا بیان
27 قرآنی کے دیگر مسائل
29 جانور میں حرکت
32 ذبح کا طریقہ
35 گوشت کی حکمت
36 قرآنی کی کمال
39 مسجد میں قرآنی کی کمال نہ دینے کے دلائل اور ان کا جائزہ
44 ازالہ شبہ
48 پس لفظ

خطبہ اولی عید الاضحی

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اِهْرَاقَ الدِّمِ يَوْمَ
النَّحْرِ احَبَّ اِلَى الْعَمَالِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اَللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُوْلُهُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اُوصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ اَحْلِلْكُمْ
بِمَعْصِيَّاتِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ هَذَا الْيَوْمَ تَشْرِيقٌ فَتَقَرَّبُوْا
فِيْ هَذَا الْيَوْمَ بِضُحَايَاكُمْ وَ اجْعَلُوْا مِنْ اَطْيَبِ ذَخَا
ئِرِكُمْ لِاِنَّهَا بِیَوْمِ الْقِيَمَةِ مَطَايَاكُمْ وَ اجْتَنِبُوْا الْعَوْرَاءَ
وَ الْعَرَجَاءَ وَ الْمَرِيْضَةَ وَ الْجُرْبَاءَ وَ مَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ
وَ مُهْدَمَةَ الْاَسْنَانِ وَ كُلَّ ذَاتِ غَيْبٍ يَنْقُصُ مِنْ لَحْمِهَا

وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّم ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْحَقِّ
الْحَقِيقِيِّ عَلَى الْخَلِيفَةِ الْعَبْقِيِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي
بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ
الْمَلِكِ الْوَهَّابِ عَلَى أَعْدَلِ الْأَصْحَابِ نَاطِقٍ بِالْحَقِّ
وَالصَّوَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْمَلِكِ الدِّيَانِ عَلَى
ذِي الشُّوَرَيْنِ وَالْبُرْهَانِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ ابْنَ
عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ثُمَّ السَّلَامُ مِنَ الْوَلِيِّ عَلِيِّ
أَمِيرِ الْوَصِيِّ أَسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى الْإِمَامَيْنِ
الْهُدَايَيْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَأَبِي
عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى

أُمَّهُمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمَا وَعَلَى عَمَّتَيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ الْحَمَزَةَ
وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى السَّتَةِ الْبَاقِيَةِ
مِنَ الْعَشِيرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَسَائِرِ الْفُرُقِ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالسَّابِعِينَ الْأَبْرَارِ الْأَخْيَارِ إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ
رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اَللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ
نَصَرَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا
مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللَّهِ! رَحِمَكُمُ اللَّهُ
﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ
يَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُونَ﴾ اذْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ يَسْتَجِبْ

لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى أَعْلَى وَأَوْلَى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ
وَأَعْظَمُ وَأَتَمُّ وَأَكْبَرُ.

یہاں بھی مثل میدانِ فکر کے 14 مرتبہ پھر پڑا کہ ممبر سے اترے۔ (در مختار)

سوال: عجیباتِ تکرر پر کیا جواب ہے؟

جواب: جن پر نماز فرض ہے انہیں یہ بھی یاد کرنا چاہیے کہ واجب ہیں جو جب تک سب ماحولین و جسمانی اللہ کے قلوبِ مسافر اور تہماؤں سے اگلے پر بھی یہ عجیب ہیں واجب ہو گیا۔ (شوہر در مختار)

سوال: ان عجیبات کو کیا ہے سب پڑھے؟

جواب: عرفانی نوعی نوعی تاریخ سے یہ ہو گیا کہ صریح بعد ہر فرض نماز کے ہر اول بلند ایک بار سے
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (شوہر در مختار)

سوال: عورت بھی آواز سے کہے یا نہیں؟

جواب: نہیں عورت آہستہ کہے۔ (در مختار)

سوال: بعد فرض نماز کے اگر کلام کرے یا اور کوئی بات جو عبادی نماز ہے تب بھی کہیے پڑھے یا نہیں؟

جواب: فرض نماز کے سلام کے متصل ہی یہ کہیے کیا جاتی ہے اگر کوئی فعل بھی وہاں سرزد ہو کر جو مانع ہو
بنانا نماز کا پھر یہ کہیے میں ساقط ہو جاتی ہیں۔ (در مختار، شامی)

سوال: اگر کوئی یا مثنوی کی نماز میں غصا کرے تو عجیب میں کہے یا نہیں؟

جواب: نہیں کہیے کی طرح اگر غصہ یا مثنوی کی نماز میں یا مثنوی میں پڑھ لے گا بھی نہ کہے۔
ہاں اگر کسی سال کے انہی دنوں کی نماز کی غصا لائی دنوں میں کرے تو ثابت (اس سے دو صورت نکل گئی
کہ اگر اس سال کے یا مثنوی کی نمازوں کی غصا سال کے یا مثنوی میں اور کرے تو اس میں
کچھ حرج نہیں ہے کہیے میں بھی کہے۔ (در مختار، شامی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایک عظیم القدر و شہیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آج سے
بڑے برسوں پہلے اپنے رب کے تصور کی تلاش کرتے ہوئے مقامِ مکی لا مکہ مکرمہ میں اپنے خلیفہ کا حضرت
اسحاق علیہ السلام قربانی کے لئے پیش کر کے اطماعت دے گا، وہ وقت ڈھنگا کیا جس کی مثال پوری تاریخ
انسانیت میں نہیں ملتی قربانی اور ایمان کا یہ جذبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ قیامت تک اس کو
برقہ دار کر کے امت مسلمہ کو یہ حکم دیا کہ وہ جو دنوں قربان کیا کرے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
یاد تازہ اور رحمت انجیل عالمی اسلام کا اسوۂ زہرہ ہے۔ چنانچہ ہر زندہ انسان اسلام ہمیشہ سے اس سنت
ایمانی کا اسوۂ زہرہ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہو کہ جسے لئے اس نے فی الحقیقت قربانی کر لی تھی۔

فلسفہ قربانی (قربانی کی حکمتیں)

"قوم فی شرب کی تہا اور وحید کے اوام و بھارتی مامت ہے"

ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اس میں کو وحید ہے، تو حید کی خدمت ہے۔ "شرب" ہمارے رسول ﷺ حضرت محمد
صطفیٰ علیہ السلام جس میں بد ظن اور تاریکی کے روم میں پیو، اے وہ کسی سے بھی نہیں ملتا ابراہیمی کی
حقیقت، کفر و شرک میں تم ہو کہ ہو گئی تھی۔

ایک خدا کی بجائے بڑے برسوں نہیں بلکہ لاتعداد خداؤں کی پوجا: ہونے لگی تھی۔ پرستش اور
بندگی کے جتنے طریقے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اوپر سکھائے تھے، وہ سب باطل خداؤں اور جنوں کے لئے
مخصوص ہو چکے تھے۔ عبادت کی تمام صورتیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے شایان شان نہیں تھیں ان کے لئے
اقتیاد کی جاتی تھیں، جن کا مختصر بیان یہ ہے کہ شریکین اپنے "مبودان باطل" ۹۵ م کے کرانہ کی بندگی
اور ہوائی جان کیا کرتے تھے۔ اپنے جنوں کے لئے عہدہ کرتے تھے۔ جنوں سے مدد مانگتے تھے۔
جنوں کو مال جاننے کی وجہ سے ان کو مالداروں کی جان کا مال سمجھتے تھے، اسی وجہ سے ان کے نام پر جانورو

ذبح کرتے تھے، جنوں کے نام پر دودھ سے جالور پیستے جاتے تھے۔

فخیر انہوں کہیں کہ مالی اور بدنی عبادتیں دونوں کے لئے مخصوص نہیں۔ شریکین اپنے بطن کی جو بدنی عبادت کرتے تھے اس میں تکنیکی چیزیں بہت نمایاں ہوتی تھیں۔

(1) عبودہ (2) دعائیں

(3) اپنی زبان سے ان کی بزرگی اور بدنی عبادت کے نام پر جالور کا ذبح کرنا تھا۔

دین اسلام جس کی بنیاد انہیں تو مسیح پر تھی، شریک کی جزا کھانے سے بغیر قائم نہیں ہو سکتا تھا، جس کی صورت یہی ہو سکتی تھی کہ عبادت مالی اور بدنی صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے خاص کر دی

جائے اور اس خصوصیت کا نشان ہر مسلمان کے پیش نظر ہونا چاہئے وہ مسلمان مکہ میں ہو یا مدینہ میں اسکا شہر میں ہو یا قریہ میں تو حید کے سایہ میں اپنے دین و ایمان کو لئے ہوئے اسلامی زندگی بسر کر سکے اس حالت

حالات اور علم و فہم کے سایہ میں مساجد اور ان میں بیٹھنا، تاوان اور نماز باجماعت مقرر کی گئی جو عبادت بدنی کے تمام شعبوں پر حادی اور متحد و موزون کا مجموعہ ہے۔ اور اسی حکمت کے مطابق عبادت مالی کا

تمایاں پہلو (میسوودوں سے) ہم پر جانور ذبح کرنا، بتوں سے بنا کر عبودیت پر حق اللہ تبارک و تعالیٰ جل

عہدہ رکے لئے مخصوص کیا گیا اور ایک شعاری بنی کی صورت میں اجتماعی عبادت کی شکل دے کر ہر شہر

و قریہ میں اس نو چہادی کر دیا گیا۔۔۔ (چونکہ عبادت مالی اور بدنی عبادت ہونے میں دونوں شریک

ہیں۔ اس لئے جس طرح عبادت بدنی میں مالک اور اجتماعی دونوں صورتیں عام کی گئیں کہ مسلمان

ذرائع اور تواریخ پر انھیں اگ چاہے مگر حیدین ارتحہ اور تہمت سب مل کر ادا کرتے ہیں۔ بالآخر اس طرح عبادت مالی کا حال ہے۔ کہ ہر شخص چاہے کتنی جانور اپنی ذاتی ضرورت یا یا

ذہنی حاجت کے بنام پر ذبح کرے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے نام پر ذبح کرے۔

کمرایم قرآنی میں تمام اہل امت مسلمہ اپنی صورت میں یہ رسالت بجالاتے ہیں جس طرح

انہوں نے اپنا جہاد جمعہ میں شہداء اللہ میں داخل ہیں اسی طرح ہر قبیلہ میں قرآنی میں شعائر دین

میں سے ہے۔ یوں کہیں کہ حید قرآنی شریک کے لئے اور توحید کے قائم ہو۔ یعنی عظیم الشان یادگار ہے

اور انشا اللہ قیامت تک قائم رہے گی۔

(2) قرآنی کے ذریعہ سنت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ اور اسکا سہیل علیہ السلام کو تازہ کیا جاتا ہے،

(3) اسلامی سال کا آغاز محرم سے اور اختتام ذوالحجہ ہوتا ہے اور دوسرا محرم کو حضرت امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرا ذوالحجہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ہے۔ پند چلا اسلام ابتداء سے

انہیں ایک قربانیوں کا نام ہے۔

غریب و سادہ اور تقیہ ہے داستان حرم قربانت اس کی حسین ابتداء ہے اسماعیل

(4) اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو عینیں ہمیں اپنی مرضی سے تصرف کے لئے دی ہیں وہ چاہتا ہے کہ ان

نعمتوں کا بیکہ حصہ اس کی مرضی سے بھی خرچ کیا جائے سال بھر میں ہم اپنی خواہش سے جانور ذبح کرتے

ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا سال میں ایک مرتبہ یہ جانور شخص اس کی مرضی سے ذبح کریں۔

(5) اپنے اچھے سے جانور ذبح کرنے سے غائب و غوان سے مسابقت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے

چہاڑ کی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص ایک جانور کو بھی ذبح نہ کر سکے اس سے کھار کو ہلاک

کرنے کی توقع کب کی جاسکتی ہے؟

(6) قربانی سے دور بیٹھنے سے عبادت ذالی جاتی ہے کہ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے

ہم نے آج اس جانور کی جان قربانی کی ہے، وقت آئے پر اپنی جان کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور

پیش کر دیں۔

(7) جس طرح بدن کا شکر نماز سے مال کا ذکوة سے اور قوت کا شکر چھو سے وہاں ہے اسی طرح جانوروں کا شکر قربانی سے ادا ہوتا ہے۔

(8) کفار اپنی قربانیاں جنوں کے لیے کرتے ہیں مگر قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے کر کے ان کیلئے بھیج دینا واجب نہیں کرتے ہیں۔

(9) قربانی اور غیر ات قریش کی وجہ سے غیر جان کو بھی قربان سے مناسبت حاصل ہوتی ہے۔

(10) قربانی سے وحدت ملی کو تقویت ملتی ہے اس دن تمام مسلمان ایک عمل اور ایک کھانے میں متحد ہوتے ہیں اور حق اور صحیح کا عظیم الشان مظاہرہ ہوتا ہے۔

(11) قربانی رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات، سفارشات اور صلہ رحمی کا موجب بنتی ہے۔

(12) اسباب قربانی کا تحفظ دینے سے پکا فکرت پرستی سے دور مصروف رہنے سے غرہ کا چھین چلتا ہے اور ان کی دعائیں ملتی ہیں۔

(13) انسان کی جسمانی نشوونما کے لئے گوشت ایک ضروری عنصر ہے، بہت سے لوگ ناداری کی وجہ سے گوشت سیر ہو کر نہیں کھا سکتے قربانی کے ایام میں ان کی یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

(14) قربانی کے ذریعہ ان کفار کے عقیدہ پر ضرب لگتی ہے جو جانوروں کی پرستش کرتے ہیں۔

(15) قربانی یہ سستی دیتا ہے کہ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے لئے اس خارجی جان کو اپنی چھری سے ذبح کیا ہے۔ اسی طرح شریعت کی قربان کا وہ اپنے داخلی جان کو بھی مخالفت نفس کی چھری سے ذبح کرنا اور اس کا بدن ظاہر کے موافق ہو جائے۔

(16) قربانی کے لئے قرآن پاک میں لفظ "ان" استعمال ہوا ہے جس کا مادہ اختلاف لفظ "قرب" ہے، جو ذبح کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی قربانی کسی قصد کے حصول اور قرب کا ذوق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ

(17) قربان کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس طرح قربان ہو جائے کہ

جب قربانی پیش کی جائے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ کوئی منزل قرب نہیں ہوئی، ملازمت حاصل نہ ہو، رزق اور عبادت غرضیکہ ہادی اور روحانی بر قسم کے مقاصد کا حصول یا قرب اسی وقت ممکن ہے جب انسان ان کے لئے آرام، وقت، دولت اور خواہشات وغیرہ کی قربانی پیش کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی مرضت اور قرب ہے جس کا حصول عبادت الہی کے بغیر ممکن ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ عبادت و اطاعت خداوندی نفسانی خواہشات کو کچل کر رکھ دینے اور وقت و آرام کو قربان کرنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ لہذا انسان اپنے مقصد حیات کو اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے جب اس میں قربانی کا جذبہ پوری طرح کارفرما ہو۔ (الحاج مولانا علامہ محمد تقی خاں بزاز) قربانی کا مقبوم:

شریعت کی اصطلاح میں مقبوم جانور کو خاص وقت میں عبادت کی نیت سے ذبح کر کے قربانی ہے۔

قربانی کا شرعی ثبوت:

قرآن مجید میں مختلف جگہ قربانی کا ذکر ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: "افصل فیہک و فحور" "حبیب اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور اسی کے لئے قربانی کرو۔"

"حضرت خزاہی زہاں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کالگی تفسیر راہ النور نے فرماتے ہیں۔ یہاں ایک شہید اور سکتا ہے کہ "انحر" کے معنی ہوتی ہیں جو سب ذیل ہیں۔

(1) وہ جو بوسے درمیان اس طرح قربان ہو جائے کہ

(2) نماز میں سجدہ پر ہاتھ پائے رکھتا۔

(3) نماز میں رشتہ پرین کرے۔

(7) جس طرح بدن کا شکر ناز سے رمال کا رکوع سے اور قوت کا شکر جبار سے ہوتا ہے اسی طرح جانوروں کا شکر قربانی سے ادا ہوتا ہے۔

(8) کفار اپنی قربانیاں، دنوں کے لیے کرتے ہیں، تم قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے کہ ان کیلئے صحیح راہیں تعیین کرتے ہیں۔

(9) قربانی اور شہیدانہ شہادت کے لیے جہاد کو بھی قربان سے مناسبت حاصل ہوتی ہے۔

(10) قربانی سے وحدت ملی کو تقویت ملتی ہے اس دن تمام مسلمان ایک عمل اور ایک کمنے میں متحد ہوتے ہیں اور اتحاد و یکجہتی کا عظیم الشان مظاہر ہوتا ہے۔

(11) قربانی رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات، سفارشات اور صلہ رحمی کا سبب بنتی ہے۔

(12) احباب کو قربانی کا تحفہ دینے سے یکانگہ ہوسنی ہے اور صدقہ دینے سے غریب کا چیل پلتا ہے اور ان کی دعا بھی ملتی ہیں۔

(13) انسان کی جسمانی نشو و نما کے لئے گوشت ایک ضروری عنصر ہے، بہت سے لوگ ناداری کی وجہ سے گوشت پر ہو کر نہیں کھا سکتے قربانی کے ایام میں ان کی یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

(14) قربانی کے ذریعہ ان کفار کے عقیدہ پر ضرب لگتی ہے جو جانوروں کی پرستش کرتے ہیں۔

(15) قربانی یہ سبق دیتی ہے کہ جس طرح اللہ جبارک و تعالیٰ کی رضا کے لئے ان خارجی جہاد کو آسانی جبری سے ذبح کیا ہے۔ اسی طرح شریعت کی قربان کا وہ اپنے داخلی جہاد کو بھی مخالفت نفس کی جھڑکی سے ذبح کر ڈالنا کہ باطن ظاہر کے موافق ادا ہے۔

(16) قربانی کے لئے قربان یا کب میں لفظ "قربان" استعمال ہوا ہے جس کا ماوراء الفطرت لفظ "قرب" ہے۔

یہ قربان کی کا معنی آتا ہے۔ یعنی قربانی کسی مقصد کے حصول اور قرب کا ذریعہ ہے، یہ حقیقت ہے کہ

جب تک قربانی نہیں لگی جائے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ کوئی منزل قریب نہیں ہوتی، ملازمت، تجارت، ملازمت اور عبادت فرض ہے۔ مادی اور روحانی ہر قسم کے مقاصد کا حصول یا قرب ایسی وقت ممکن ہے جب انسان ان کے لئے آرام، وقت، دولت اور خواہشات وغیرہ کی قربانی پیش کرتے۔

انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور توبہ ہے جس کا حصول عبادت الہی کے بغیر نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ عبادت و اطاعت خدا ہماری انسانی خواہشات کو یکجہل کر رکھ دیتے اور وقت و آرام کو قربان کر لے۔ یہی حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا انسان اپنے مقصد حیات کو کسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے جب اس میں قربانی کا جذبہ پوری طرح کاربہار ہو۔ (الانسان سولانا علامہ محمد صدیق بن ابراہیم) قربانی کا مفہوم:

شریعت کی اصطلاح میں مخصوص جانور کو نیکو صحت میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کا شرعی ثبوت:

قرآن مجید میں کثرت جگہ قربانی کا ذکر ہے۔

اللہ جبارک و تعالیٰ نے فرمایا: "فصل لربک والنعحر" "محبوب الہیہ رب کے لئے نماز پڑھو اور اسی کے لئے قربانی کرو۔"

حضرت خوالی اہل علم علامہ میرا محمد علی شاہ صاحب لکھی قندس سرہ الموعود فرماتے ہیں۔ یہاں ایک شب بیدار ہو سکتا ہے کہ "النعحر" سے متعدد معنی کے آئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(1) روح پروردگار کے درمیان اس طرح پیشکش کرنے کا ظاہر ہو جائے۔

(2) نماز میں سید پرانچہ پانچواں۔

(3) نماز میں رفیع بن کرے۔

(4) قرآنی کرنا

جب تک قرآنی کرنے کے معنی کا دوسرے معنی پر واضح ہونا ثابت نہ ہو۔ اس وقت تک آیت مبارکہ کو قرآنی پر محمول کرنا درست نہیں۔

اس سے جواب میں فقیر کبیر سے امام شافعیؒ دین راوی رحمہ اللہ نقل کیا ہے کہ بیان ہوا غلام نقل کرتا ہوں۔ جو اس شہ کو بیچ رہا ہے۔ اس سے اٹھانے کیلئے کافی ہے۔

امام راوی رحمہ اللہ نقل کیا ہے کبیر میں اس آیت سے سخت فرماتے ہیں اکثر یہاں علامہ المنصورین کا قول یہ ہے کہ "انصحر" سے قرآنی مراد ہے اور یہ معنی باقی معانی سے الگ ہیں اولویت کی پانچ وجہ ہیں۔

(1) اللہ تبارک تعالیٰ نے جب کسی نماز کا امر فرمایا ہے۔ تو کلام کا بھی ساتھ امر فرمادیا ہے لہذا آیت کریمہ "فصل لربک وانصحر" نہیں لفظ "وانصحر" سے قرآنی مراد لی جائے گی۔ (قرآنی) عبارت مابلی ہونے کی وجہ سے جز لذکوہ کے ہے۔

(2) مشرکین اپنے بتوں کیلئے صلوات پور قرآنی ہوا کرتے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے دوسروں کا من کو اپنے لئے خاص فرمادیا (اور اگر "والتصحر" کے معنی قرآنی نہ ہوں تو قرآنی کا اللہ تبارک تعالیٰ کیلئے خاص ہونا ثابت ہوگا)

(3) نماز میں سینہ پر ہاتھ باطن و صراط پر دین دلچہرہ اور ثناء کے آداب واجب ہیں۔ "انصحر" "فصل" کا معطوف ہے اور شکی کے بعض کا معطوف اس کے جمع پر امر لایا ہے (کہہ "وانصحر" سے قرآنی مراد لینا ضروری ہوتا ہے کہ کلام میں اس کی قیادت لازم آئے)

(4) "فصل" میں امر الہی کی قطعیت اور "انصحر" میں شفقت علی خلق اللہ کی طرف اشارہ ہے اور جملہ حقوق مبدءیت اور اولادوں سے خارج نہیں اس کے قرآنی کے معنی مراد لینا اولیٰ ہے۔ "فصل" میں امر الہی کی قطعیت ہونا ظاہر ہے۔ قرآنی میں شفقت علی خلق اللہ کے کہہ پلو کیا ہے۔ ایک یہ کہ قرآنی کے جانور ذبح

اور نہ کے بعد حدیث صحیح کے مطابق جنت میں جائیں گے۔ اس پہلو سے جانوروں پر شفقت ہوئی اور قرآنی کرنے والے قرآنی کی وجہ سے ثواب اخروی کے مستحق ہوں گے۔ ان کے حق میں شفقت ہے پھر عام پر بار اور مساکین و یتیموں کی کا گوشت کھانے کے یہ بھی شفقت کا ایک پہلو ہے۔

(6) لفظ "لصحر" کا استعمال باقی معانی کی پابندی قرآنی کے معنی میں زیادہ ضرور ہے اس لئے کلام الہی کا اصل معنی ہی پورا ہے۔

چنانچہ میں ہے (والصحر لکسک) صادی حاشیہ چنانچہ میں ہے "والصحر لکسک ای هدایک وطحا پاک" "روح المعانی میں ہے:

"وقیل المراد بها صلوة العبد وبالصحر التضحية" اس کے بعد فرمایا "والاکثرون علی ان المراد بالصحر لحر الاطعام" یعنی اکثر مفسرین کا مذہب یہ ہے کہ "والصحر" سے مراد قرآنی مراد ہے۔ (1)

نکات: محمد الاذکیا حضرت علامہ اشرف سیالوی فرماتے ہیں۔

قرآنی کے طور پر پھیلنا وجہ بکری کا ہے۔ پکھنساں اور انت سب ہی ذبح کئے جاسکتے ہیں لہذا "فصل" (قرآنی کرنا) قرآن پانا "وانصحر" "ذبح" کی قرآنی کر دیکھو، بلکہ عام لفظ کی بجائے مخصوص لفظ کو یکسر اختیار فرمایا گیا تھا اس میں یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس طرح نماز سب عبارت بدینہ سے بڑی ہے اسی طرح انت قرآنی کے جانوروں میں سے سب سے بڑا لہذا عبارت بدینہ کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی قرآنی ادا کیجئے۔ نیز انت جیت جانور غریب اور فقیر آدمی ذبح نہیں کر سکتا اس میں یہ نصارت بھی ہے کہ فقہ وفاق اور مستلک ظاہرہ قائم ہو جائے گی اور آپ سوا انہوں کی قرآنی نہ کرے۔ دیکھیں جہہ الدار کے موقع پر پوری ہوگی (گوشہ الخیات)

آجہ اور بچہ ارشاد ہے۔

"قل ان صلاتی و تسبیحی و معاشی لله رب العالمین" (1)
 مجھے جو پہلے آپ فرما دیجئے: ہے شک میری نماز میری قرآنی اور میری زندگی اور موت
 اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

قرآنی کے ثبوت پر احادیث مبارکہ سے وائیل:

امام عبد الوہاب شہرانی فرماتے ہیں: "اے کم نے عمر فارحہ رات کیا ہے۔"

"من وجد سعة لان يضحى فلم يضحي فلا يحضر من مصلانا" (الوافع الانوار) (2)
 جو شخص قرآنی کی طاقت رکھنے کے باوجود قرآنی نہ کرے وہ ہمارے عید گاہ میں نہ آئے

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "اے صاحب
 الاضاحی" حضور یہ قرآنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا "منہ ابرہیم علیہ السلام" یہ
 تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (3)

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ پورے دس سال مدینہ
 طیبہ میں اقامت پزیر رہے اور ہر سال قرآنی کرتے رہے۔ (4)

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قرآنی، باطنی و عینی (معنی) کے ساتھ خاص نہیں اور صرف
 عاجیوں پر لازم نہیں بلکہ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر لازم ہے اور حضور اکرم ﷺ نے دس سال
 قیامت مدینہ طیبہ کے دوران قرآنی کرے کہ جس و ہم کو ملے فرما دیا اور عملی طور پر ہر سال قرآنی دے کہ اس

کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ (نور البیارات)

اس احادیث مبارکہ سے ظاہر ہو گیا کہ قرآنی کرنا سنت ابراہیمی بھی ہے اور سنت محمدی ﷺ بھی۔

قرآنی کا فقہی حکم:

شمس الامام سرخسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مالی مبادیات و قسم کی ہیں۔ ایک بطریق تملیک ہے جیسے صدقات اور ایک بطریق اختلاف
 ہے جیسے آزاد کرنا قرآنی میں یہ دونوں قسمیں صحیح ہوتی ہیں اس میں جانور کا خون بھرا کر غرق حاصل
 کیا جاتا ہے۔ اختلاف ہے اور اس کا گوشت ممد کر لیا جاتا ہے یہ تملیک ہے ہمارے نزدیک قرآنی
 امروں اور تقیم لوگوں پر واجب ہے۔ جو یہ لکھتے ہیں کہ قرآنی کو واجب قرار دینے کے سلسلے میں قتاری
 ویسے یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"فصل لربک والنحر"

اپنے رب کی نماز پڑھئے اور قرآنی کیجئے۔ "النحر" امر ہے اور امر واجب کا تقاضا کرتا ہے
 اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس مچھلیں ہو اور قرآنی نہ کرے وہ ہمارے عید گاہ میں نہ
 آئے۔ اور قرآنی نہ کرنے پر دین کا لاکھ کرنا ہی صورت میں ہو سکتا ہے جب قرآنی واجب ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے عید سے پہلے قرآنی کر لی وہ قرآنی کو دہرائے اور جس
 نے قرآنی نہیں کی وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے: "م" پر ذبح کرنے اس حدیث میں قرآنی واجب کیا ہے اور
 امر واجب کیلئے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اصححو" قرآنی کرو یا عمر ہے اور آپ نے جو یہ
 فرمایا کہ قبائے باپ ابراہیم کی سنت ہے تو اس سنت سے "اور" میں طریقہ ہے اور جو جب کی تھا
 نہیں کرتا اس میں غلطی نہیں کی ویسے نہیں ہے کیونکہ ہم قرآنی کو "نحر" کہتے ہیں اور اب کہتے ہیں۔

اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو ایک سال یا دو سال تک قرآنی

(1) القرآن - سورۃ الاحقاف - آیت 165

(2) التذکرہ - جلد 1 ص 209

(3) ابن الدین - مفتاح الترمذی - ص 128

(4) التذکرہ - جامع ترمذی - جلد 1 ص 182

وذلك ما رواه وان الدم ليعف من الله ممكن ان يقع من الاثر فطيسوا بهائفساً (1)
 ١٠ الموشن حضرت عائشة رضي الله تعالى عنها بان قرباني تين كرسول الله ﷺ
 نے فرمایا قربانی کے دن کسی شخص کو کوئی عمل اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے سے فریاد پسند
 یہ نہیں ہے کیونکہ قربانی کے دن قربانی کا جانور اپنے سنگوں واسطے پاؤں دیرا ہے کہ وہ سمیت
 آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاؤں قبول ہو جائے گا پس اگر حرم
 ولی کی خوشی سے قربانی کیا رہے۔

ضروری بات:

شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب فرماتے ہیں:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اصل عبادت جانور کا ذبح کرنا اور اس کا خون بہانا ہے
 لہذا جو لوگ کہتے ہیں کہ جانور نوؤن کرنے کی کیا ہے، اورت سے الگ اس کی قیمت مدقہ کر دینا چاہئے یا
 حکومت کے خزانہ میں داخل کر دینی چاہئے۔ انھوں نے اصل ہے اور حدیث و قرآن کے بالکل خلاف ہے
 قرآن کریم نے جانور کا ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اور رسالت مآب ﷺ نے بھی اس عمل کو سب اعمال
 سے افضل و اعلیٰ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس پسندیدہ ترین فرمایا ہے نیز خود رسالت مآب ﷺ نے
 کئے وقوع پر سوانت قربان کئے اور ان کی قیمت کو بیت المال میں داخل کیا جبکہ اسلامی لشکر کی تنخواہ
 کیلئے بہت ہی ضرورت اور پیش رفتی قسمی اور تنخواہ پر مضر و انھیں تعلیم دینے کی و کثرت انہی انہی
 خوشحال نہیں تھے اور وہی ان سے پاس مال و دولت کی فروختی تھی لہذا یہ بات نفوذ باطل ہے اور دین میں
 رضا و اذعان کی اور نقد پر وازی کے بغیر ان سے "اعطاء الله من ذلك" (2)

عن علي بن ابي طالب قال لما طعمت قومي بالفاطمة فامسكوا ايديهم عنك اما
 ان لك باول فطرة تقطر من دمها مغفرة كل ذنب اصعب اما انه يجاء بها يوم القيامة
 بلحومها ودمها سبعين ضعفا لم يوضع في ميزانك قال ابو سعيد الخدري اي
 رسول الله اهذه لال محمد خاصة فهم اهل لما خصوا به من حبر يوم قل محمد
 وللناس عامة فقال بل هي لال محمد وللناس عامة (1)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الہم بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مخترے فاطمہ سے
 فرمایا اے فاطمہ کھڑی رہو! اور اپنی قربانی پر حاضر ہو، یہ کتب قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ
 تمہارے پیچھے کتاہ کی - قدرت کر دی جاتی ہے اور تمہارا قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت
 اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور اس کو ستر روپہ یا حاکم فتح سے میزان میں وزن کیا جائے گا۔ حضرت
 ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا یہاں صرف آل محمد کے - انھوں نے عرض ہے
 کیونکہ وہ اس خیر کے اہل ہیں اور یہی آل محمد اور تمام لوگوں کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہاں آج محمد
 اور تمام لوگوں کیلئے ہے۔"

عن حسن بن علي رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله ﷺ من
 صدحى طيبة نفسه محسنا لاصحابه كانت له حجابا من النار (2)
 حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں جس شخص
 نے ثواب کی نیت سے اور خوش دلی سے ساقیہ پانی کی وہ اس کیلئے آگ سے حجاب ہو جائے گا۔"

(1) طبرانی، المعجم، ج 1، ص 5، ح 221
 (2) ابن ماجہ، ج 1، ص 4، ح 17 (توالیہ شریف)

(1) المصنف، ج 1، ص 235
 (2) درمعرفی، ج 1، ص 366

قربانی کے جانور کے عیوب و نقائص کا بیان:

امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے "عن ہراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قام فیما رسول اللہ ﷺ فقال لا یبوع لا تجوز لی الاضاحی العوداء بین عورہا والمریضة بین مرضہا المرءاء بین عرجہا والکبیرۃ القتی لا تقبی" (1)

حضرت ہراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا اور فرمایا کہ قسم کے جانوروں کی قربانی چاہئے نہیں ہے۔

۱۲۰ کا جس کا ناک چنن طائر ہو دینا رکھی یا نہ ہو طائر اور اس کا ننگر اپن طائر ہو اور اتنی بڑی عمر کا کہ جس کی پانچوں میں گودا تک نہ رہا ہو۔

۱۲۱ عن عتبۃ بن عبد السلام قال انما نبی رسول اللہ ﷺ عن المصرة والمستاصلة والنجفاء والسنیۃ والکسواء۔ (2)

حضرت عتبہ بن عبد السلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کا ناکان اکھاڑ لیا جائے اور اس کا سوراخ طائر ہو جائے اور اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کے سینک چڑ سے اکھاڑ لئے جائیں اور جس کی آنکھ میں روشنی نہ رہے اور جو اس قدر بڑا ہو کہ نوک کمریوں کے پیر کے ساتھ نہ چل سکے اور جس کی باغلی ہوئی ہو۔

۱۲۲ عن علی قال امرنا رسول اللہ ﷺ ان نستشف العین والاذن ولا نضحی بعوروا ولا مقابلۃ ولا مدامرة ولا خرقاء ولا شرقاء۔ (3)

(1) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص 31

(2) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص 31

(3) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص 32

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میں حکم دیا کہ تم قربانی کے جانوروں کی آنکھوں اور ناکوں کو غور سے دیکھ لیا کریں، راہ رکازے جانور کی قربانی نہ کریں اور ناک کی جس کے کان کی اٹلی جانب کی ہوئی ہو اور ناک کی جس کے کان کی پچھلی جانب کی ہوئی ہو اور ناک کی جس کے کان میں بطور علامت سوراخ ہو اور ناک کی جس کا ناکان چرا ہو اور۔

قربانی کے جانور کی صفات کے متعلق احادیث:

"عن علیہ قال لال الہی ﷺ ان احب المضحیاء الی اللہ الحلاہ واسمہا" (1)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ جبار و تعالیٰ کے نزدیک یہ دو بہت پرہیزگار ہیں دو بہت عزیز یاد رکھیں اور یاد رکھیں۔

فقہاء احناف کے نزدیک قربانی کے جانور کا معیار:

قربانی ایک عبادت ہے لہذا قربانی کا جانور بے عیب اور مبرا ہو اور مبرا کا معیار یہ ہے اور قربانی کرنے والے کے پیش نظر یہ بھی رہے کہ "لن نسا لہوا البیر حتیٰ یلقوا معاصیون" (غیر حرقات میں سے کہ قربانی کا جانور دین ان میں اپنے صاحب کیلئے سواری بن کر آتا ہے۔

قربانی کے جانور کے عیب وار ہونے کے سلسلے میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

قواعدی عالمگیری میں ہے:

۱۲۳ قربانی کا جانور تمام عیب قاصد سے سلامت ہونا چاہئے۔

۱۲۴ جس جانور کا پیرا کسی سینک نہ ہو یا اس کا سینک نہ لگا ہو اور لیکن ہڈی کے جوڑ تک نہ لگتا ہو اور اس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینک کی ٹوٹ ٹوٹی کے جوڑ تک پہنچے تو پھر اس جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(1) ترمذی، سنن ترمذی، جامع ترمذی، جلد ۹، ص 272

بیانور میں شریک:

اوتھ، اونچی، گائے، بھینس وغیرہ کی قربانی میں سات آدمی شریک: دیکھتے ہیں البتہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ شریک، مہارت کی نیت سے شریک ہوں اگر کوئی شخص گوشت کھانے کی غرض سے جمعہ کے روز قربانی مقصود نہیں ہے تو یاد رکھیں باقی چھ کی قربانی بھی نہ دے گی۔

اگر عقیقہ کی غرض سے کوئی حصہ ۱۱۱ مانے گا چائز ہے
بسم اللہ اور بکھر چڑھ کر اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مستحب ہے۔

اہم مسلم روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مال صحابی النبی ﷺ یسکین املہین القرنین ذبھما بیدہ
وسمی وکبر وضح وجعلہ علی صفاھما۔ (1)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو گندمی رنگ کے سیبک والے سینہ میں ان کی اپنے ہاتھ سے قربانی کی آپ نے بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اپنا قدم مبارک ان کے ایک پہلو پر رکھا۔

عن عائشۃ ان رسول اللہ ﷺ امرت کبش القرن یطاء فی سواد ویرک فی سواد و یسطر فی سواد فانی بہ لیتضحی بہ لقال لھا یا عائشہ ہلمی المذیۃ ثم قال اشحبذیہا بحجر ففعلت ثم اخلھا واخلھا لکبش فادجمہ ثم ذبحہ ثم قال باسم اللہ اللھم فقبل من محمد و آل محمد ومن امۃ محمد ثم ضعی بہ۔ (2)

امہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سیبگوں والی مینہ خانہ لائے اور قائم دیا جس کی ہاتھ پیڑ، رات بھینس سیاہ ہوں۔ اور قربانی کرنے کیلئے

(1) امام مسلم، مسند، کتاب الاضاحی، جلد 3، صفحہ 307
(2) امام مسلم، مسند، کتاب الاضاحی، جلد 3، صفحہ 307

اُترے۔ باقی کے جانور کے بچے دو جائے تو اس بچہ کو بھی اس جانور کے ساتھ ذبح کر دیا جائے اور اس کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر ایام حج کے روزے تو اس بچہ کو زندہ صدقہ کر دیا جائے اور اگر بچہ کو ماں کے ساتھ ذبح کیا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ اس کا گوشت حلال کر دیا جائے۔

صاحب نصاب قربانی کے چاروں فروخت کر سکا اس کے بدلہ میں دوسرا جانور نہ لے سکتا ہے اور اگر کچھ پیسے یا غنیمتیں تو ان کو صدقہ کر دے۔

قربانی کرنے والے کیلئے قربانی کرنے سے پہلے ہال اور ناخن کٹوانے کی ممانعت:

اہم مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ ان النبی ﷺ قال اذا وابیت ہلال ذی الحجۃ واداء احدکم ان یضعی فلیمسک عن شعورہ واطفارہ۔ (1)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کا ادارہ رکھتا ہو تو اپنے ہالوں اور ناخنوں کو کسی طرح نہ مسندے۔
مالعی کا یہی معنی فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزدیک مشرہا و ذابح میں قربانی کرنے والے کیلئے قربانی پہلے ہالوں اور ناخنوں کو کھانے کی نخصت ہے اور یہ ممانعت منکر ہے یہ یعنی قربانی کے ایام میں ہالوں اور ناخنوں کو کھانا نہ کھائے منکر خلاف اولیٰ ہے اور مسند مذہب شافعی ہے (2)

(1) امام مسلم، مسند، کتاب الاضاحی

(2) امام شافعی، مسند، جلد 3، صفحہ 307

ایسا مینہ حائل کیا آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ! چھری لاؤ دو۔ فرمایا اس کو چھری سے تیز کرو۔ میں نے اس کو تیز کیا، مگر آپ نے چھری لی۔ مینہ سے دھچکا اس کو ادا دو۔ دھک کر کے لگے دو۔ فرمایا اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! خود آج! محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما، پھر اس کی قربانی کی۔
فوائد حدیث:

☆ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا بہ مستحب ہے اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو لے کر لے کر قربان کرے اسے تو یہ بھی جائز ہے۔

☆ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ساری امت یا مخلص و مہار اور ان کو اپنے ساتھ قربانی کے شراب میں شریک فرمایا تو اس احسان و اکرام کا تقاضا یہ ہے کہ اسی رسول اکرم ﷺ کی طرف سے قربانی کر لیا اور ثواب آپ کی بارگاہ میں نہیں کرے۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دوسرے سے قربانی فرماتا کرتے تھے۔ جب پوچھا گیا کہ آپ وہ جانور کیوں ذبح کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "اوصیانی خلیلی ان اضحی عنہ لانا اضحی عنہ" میرے خلیل ﷺ نے مجھ سے نصرت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں اس لیے میں دوسرا جانور ان کی طرف سے ذبح کیا کرتا ہوں۔

☆ حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی خواہ وہ بدو تھے یا تھے بلکہ بعد میں پیدا ہونے والے تھے یا پہلے وفات پا چکے تھے۔ "علوم ہوا کہ کسی مسلمان کی طرف سے صدقہ، کھانا، اور اپنے ثواب میں اسے شریک کرنا خواہ وہ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو یا بھی پیدا نہیں ہوا اور ہائیکل جائز اور کار ثواب ہے بلکہ سنت ہے۔

☆ چنانچہ ان لوگوں کے موقع پر حضور ﷺ نے سوا فرائض کی باتوں میں سے تیرہ احادیث آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان فرماتے اور جی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان فرماتے۔ "الم تسمعون"

ای المینحہ لہم لایا و سین مدینہ ید و لم اعطی علیہما فحر ما غیر"

عجیبہ:

جب رسول اکرم ﷺ ذبح کرنے کیلئے خبر ہاتھ میں لے کر بادلت کے سامنے آئے اور بادلت چانچ چانچ چھ چھ ٹوٹی میں آپ کے پاس آئے جانے لگے تو وہ ایک دوسرے کو نکال کر باہر گئے۔ ان آگے کرتے تاکہ سب سے پہلے ذبح کیا جائے۔

عشاق غنجر ہیں یہاں سب سے پہلے تو بھی اکل عجب سے غنجر لے ہوئے
حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

قرب رسول اللہ ﷺ بلفات خمس اوست لطفین بزدلین الیہ ہاتھیں بید۔ (1)
سخن اللہ: جانوروں کو بھی محبوب خدا ﷺ سے کتنا عشق ہے کہ جان جانے کا شرم نہیں، جھاک کر جان بچانے کی فکر نہیں بلکہ ہر ایک اس خواہش پر کہ سب سے پہلے مجھے آپ کے ہاتھ مبارک سے ذبح ہو جائے یہ دوسرے کو نکال کر گردان آگے بڑھا تا ہے۔

جاتا ہے یا حق کف غیر کی طرف اسے کشتہ محبت تری غیرت کو لیا: ہوا؟
جب جانوروں کے اندر اتنا سوز و گداز ہے اور محبوب کریم ﷺ کے ہاتھوں ذبح ہونے کا اس قدر شوق ہے تو چراغ انہوں کے اندر عشق و محبت کے تھکا جاتا ہے اس وقت سوچنا ہوتا ہے: ہاں گے جب محبوب کے قتل ہوا تو اپنی جانیں قربان کرتے ہوں گے، اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ تو اس عظیم نعمت اور عبادت کو شرم کے حصہ میں آجائی گا وہی نہیں کرتے۔

نشوہ اصیب و شرم کہ شد ہلاک حیض سر و ستار سلامت کہ تو خنجر آزمائی
جب حضرت ثعلبہ نے حضرت اسامہ بن ابی اسامہ کو فرمایا: انسی لوئی لسی المسامہ اسی

کشتی رگول کا کام ضروری ہے:

ذبح میں جن رگوں کو کاٹا جاتا ہے وہ ہمارے گیس ہیں۔

(۱) معلقہ (سرساکن نامی ہے)

(۲) سری (کریم) کے ذراں پر خود اس کی نالی ہے

(۳) دو جاندار ہر گردن کے دائیں اور بائیں طرف خون کی دو نالیاں ہیں (اگہ یہ پاروں نالیاں کٹ جائیں تو جانور بالہ اتنا ہی حلال ہے اور اگر انکو رگس کیں جا جائیں جب بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حلال ہے اور بھی صحیح ہے کیونکہ اگر نعل کے ستم میں ہوتا ہے۔

حضرت سید سید علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب یہ پوچھا گیا کہ جو خورقہ (گندھی) سے اوپر ذبح کیا جائے اس کی لذت کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:

جو جانور مقدس (گندھ) سے اوپر ذبح کیا جائے اس حلال نہیں اگرچہ بعض روایات اس کی حلت کے متعلق موجود ہیں لیکن حلت و حرمت کے معاملہ میں اسکی روایت پر عمل درست نہیں۔ (۱)

حرمت ذبح فوقی العقیدہ کی تشریح:

حضرت علامہ فیض احمد مودودی صاحب فرماتے ہیں:

مولانا صاحب اعلیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سال جب پائین شریف سے واپسی پر لاہور میں نے اتفاقاً دو توبہ علاقے لاہور نے حاضر ہو کر حضرت مجدد گلوڑی قدس سرہ کی تعینیف "اعطاء کلمہ اللہ" میں مسئلہ حرمت ذبح فوقی عقیدہ کے متعلق شرع جانچا۔ آپ حضرت قدس سرہ نے حوالہ جات فقہ چٹا کرنے کی بجائے لاہور کے ایک اعلیٰ تعلیم کو ڈیوایا اور بکلا لیا کہ کتاب "تشریح الابدان" میں ایسے آئیں۔ تعلیم صاحب کتاب نے کہ حاضر ہوئے تو آپ نے ایک ذبح شدہ بکرے کا سر منگوایا اور حکیم

صاحب سے فرمایا کہ "تشریح الابدان" سے بحث عروقی پر تیس۔ چنانچہ انہوں نے سر کی رگیں دکھا کر اور کتاب پر مد کر واضح کیا کہ دو چین کو دھڑ رگیں و مانگ تک پہنچی ہیں اور دو دیگر رگیں معلقہ اور سری عقیدہ کے نیچے حصہ سے متصل ہوتی ہیں جب مشاہدہ کی بنا پر سری اور معلقہ کا اعتقاد معلوم ہو گیا کہ وہ عقیدہ (گندھی) کے نیچے آخری تہی تو آپ نے جماعت علماء سے فرمایا کہ اس مسئلہ آپ پر ہے کیا فوقی عقیدہ ذبح کی صورت میں جانور اس قسم قطع ہو جاتی ہیں یا نہ۔ علامہ نے عرض کیا کہ اب ہم یقین ہو گیا ہے کہ جو آپ نے لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔ (۱)

نوٹ: اس مسئلہ کی تحقیق اور پوری تفصیل حضرت مجدد گلوڑی قدس سرہ اعظمی کی تعینیف "اعطاء کلمہ اللہ" میں دیکھی جا سکتی ہے جہاں آپ نے اس مسئلہ کو پوری طرح "الم نلشوح" فرمایا ہے۔ گوشت کی تقسیم:

اگر قرآنی کا جانور مشرک ہو تو تول کر گوشت کے حصے کئے جائیں جنھں اندازہ اور اہل سے تقسیم کیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو ذرا یا کم حصہ ملے یہ تاباڑ ہے یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم بیش ہو گا تو ہر ایک اس کو دوسرے کیلئے جائز وہاں کر دے گا کہ اگر کسی کو ذرا کم ملے گا یہ تو صاف کیا کہ یہاں عدم بولاز شریعت کا حق ہے اور ان کو حق نہیں ہوتا کہ حق شرع صاف کرتے پھر ہیں۔ (دو نظارہ افکار) اگر سات آدمی شریک ہوں تو ذرا سے سات حصے کریں پھر باقی اپنے حصے کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ عربوں اور خاق کو گولہ میں ہفت دن ایک حصہ رشتہ اور دو اور عربوں اور ایک حصہ میں دیکھ لے اور غل صدقہ کر دینا جائز ہے اگر اس شخص کے بیاہشت اور اہل و عیال و حیر سارے ذراں اور وہ صاحب دست اور خوشحال نکلا ہے تو بہتر ہے کہ سارا گوشت اپنے ہاں بچوں کے لئے کھا دے (جانگیری) جن دن دن سے زیادہ بھی گوشت کو ذخیرہ

اور اسلور کرنا جائز ہے۔ لیکن کھانا اور صدقہ کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت جسے پتہ ہے کہ بیکہ فحش کو فقیر کو مسلمان دواہ دہی کو۔

جواب: اگر قربانی کے جانور کی منہ مالی تھی تو چھ ماہ کا گوشت خریدا کھاتا ہے اور دواہی کو کھاتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا اہل بیت سے منع ہے۔ (۱) اس پر صاحب مال جو چاہے کھال دھو لوں کا علم ہے۔

مسئلہ: اگر قربانی شدہ دواہی کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ نہ کھاتا نہ کھاتا ہے۔ لیکن اگر مومن نے نصبت کی فحش کو بیکہ فحش کی طرف سے قربانی دینا تو اس میں اس میں اس سے نہ کھاتا بلکہ مارا گوشت صدقہ کر دے۔ (بہار شریعت)

قربانی کی کھال:

قربانی کی کھال تصاب کا اہدیت میں دینا جائز نہیں (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "من لعطیہ من عتلتا" تصاب کی اجرت اسے پاس سے دینے تھے۔ (۱)

قربانی کی کھال کو صدقہ کر دینے یا اس کی منکھ پہننے کو ماننے والے اور قربانی کی کھال کو فروخت کر کے کسی ایسی چیز خریدنے یا کھانا جائز ہے جس کو حیدر کام میں لایا جاسکے مثلاً کتاب یا کھانا خریدنے والے اور اس سے دواہی خریدنا جائز نہیں جس کو حیدر کام میں نہ لایا جاسکے جیسے طعام اور گوشت وغیرہ اور اگر حال ہی میں اسے فروخت کر دیا تو صدقہ کر دینا جائز ہے کیونکہ یہ بھی کھال کی طرح صدقہ کرنا ہے۔ (تجمین الفتاویٰ)

قربانی کی کھال دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق اور بحث و نظر:

حضرت علامہ غلام رسول دہلوی دامتہ رب العالمین شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں: اس مسئلہ میں

حاضرین علماء کا اتفاق ہے کہ قربانی کی کھال مساجد اور دینی مدارس کو فقیر چلے کے دی جاسکتی ہے۔

نقص؟ اگر علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور بعض علماء نے جائز سمجھا ہے۔ اہل حضرت فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا کہ اہل بیت جلد قربانی یا فقیر برادر راست مسجد یا مدرسہ میں صرف کی جاسکتی ہے یا تمسک مسکین کی ضرورت واقع ہوگی؟ اہل بیت اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

پاس جلد برادر راست صرف کی جاسکتی ہے "فقال رسول اللہ ﷺ: "والفقیر والفقیر" (یعنی حضور اکرم ﷺ نے قربانی کے گوشت کے متعلق فرمایا اس کو کھانا وغیرہ اور اس میں اس پر طلب کرو۔ (۱)

اور اگر مسجد مدرسہ میں دینے کے لئے دواہی فروخت کی تو وہ بھی برادر راست صرف کئے جاسکتے ہیں، تجمین الفتاویٰ میں ہے "لا ینکر قویۃ کالتصدق" ان صورتوں میں تمسک ضروری نہ جانا، شرع مطہرہ میں زیادتی کرنا بھی ہر کوئی دلیل شرعی نہیں تو ان کی طرف سے ایجاد واجب ہوا۔ "مال اللہ اللہ بھما من مملطن" ہاں اپنے طریق میں لانے کیلئے اسوں کو بیچنا تو اس کی تکمیل صدقہ ہے کہ ملک تعریف ہے براہ راست مسجد مدرسہ میں دے۔ (۲)

مولانا محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

اور قربانی کا پھانسا اپنے نام میں بھی لاسکتا ہے اور وہ سب سے کسی ٹیک کا۔ (۳)

مسئلہ: مسجد یا دینی مدرسہ کو دے۔

جواب: ہر جہاز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد کی انتظامیہ مسجد کی دیکھ دیتی ہے اور وہ مسجد کی طرف سے کھال کو وصول کرتی ہے اور چھتہ کھال انشاء اللہ دواہی کو بیکہ فحش ہے اس لئے لوگ مسجد کو کھال

(۱) ایضاً: دار، حلی، دار، ط ۲، ص ۳۳

(۲) فتاویٰ شریعت، ص ۱۰، دار، ط ۲، ص ۱۶

(۳) ایضاً: دار، حلی، دار، ط ۱۵، ص ۱۴۸

بد کرے ہیں اور انتظامیہ مسجد کی طرف سے یہ کمال ہد یہ وصول کرتی ہے۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ قرآنی کی کمال فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قرآنی کی جو کمالیں مسجد کو دی جاتی ہیں ان کو فروخت کر دیا جاتا ہے سو فروخت کے بعد ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، صدقہ واجبہ جیلہ کے مسجد و دوسرے نہیں لگتا۔

لیکن یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآنی کی کمال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جب اس کمال کو قرآنی کرنے والا خود فروخت کرے لیکن اگر قرآنی کرنے والے نے وہ کمال کسی فقیر کو صدقہ دے دی یا کسی فقیہ کو یہ دے دی اور اس فقیر یا فقیہ نے اس کمال کو فروخت کر دیا تو اب ان پر اس کمال کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ بڑا القیاس جب مسجد یا دوسرے کو قرآنی ہدیہ دے دی اور مسجد کی انتظامیہ نے اس کو مسجد کی طرف سے فروخت کر دیا تو اب انتظامیہ پر اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

قادیانی مظہر یہ میں لکھا ہے:

(سوال نمبر 67) قرآنی کی کمالوں کو امام مسجد مؤذن یا مسجد کے خدمت گاہوں کو فروخت کر دیا جائز ہے یا نہیں اگر مسجد کی موقوفہ وغیرہ کیلئے فروخت ہو تو اس کی رقم مسجد کے اخراجات پر لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟
والجواب: قرآنی کی کمالیں معاوضہ میں تو کسی خدمت سے نہیں مل سکتی اور بلا معاوضہ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں خواہ امام اور یا مؤذن یا دوا کی اور جب ان کو ہدیہ دی جائے تو یہ لوگ اپنی طرف سے مسجد کی ضرورت میں صرف کر سکتے ہیں (مسجد مظہر فقہاء فرما۔)
(1)

(1) مستند مظہر جامعہ قادیانی، ص 158

مسجد میں قرآنی کی کمال خریدنے کے دلائل اور ان کا جائزہ:

مفتی عزہ الرحمن دعوہ بندی لکھتا ہے:

اگر کمال کو مسجد کے متعلقات یا بیچیں اماموں کو مسجد میں بنانے کیلئے دی جاسکے کہ یہ لوگ اس کی قیمت کو حق مسجد میں صرف کریں، ابھی جائز ہے ہوگا کیونکہ یہاں بھی شرط تعلق جو ممکن ہے پائی نہیں جاتی کیونکہ تعلق کے معنی ای یہ ہیں کہ کسی شخص کو مالک بنا دیا تاکہ وہ مالک بنے لے کے جو چاہے کرے اور ضرورت کے لئے اس قسم کا مالک بنایا جاتا بلکہ دینے والے اس لئے دیتے ہیں کہ یہ رقم فقیر مسجد میں۔ ف کی جاسکے اور یہ ضرورت نہیں بلکہ ہر قسم کی قرآنی کرنے والے کو ایسا مجاہدین کہ کمال کی قیمت فقیر مسجد میں صرف کرے یہ ایسا ہی ان کو یہ بھی مجاہدین کہ کسی دوسرے کو مسجد وغیرہ کی تعمیر میں اسے صرف کرنے کو دیکل بنا دے کیونکہ جس طرف کیلئے خود منتقل ہوئی ہے اس کے واسطے دوسرے کو دیکل بنانا بھی جائز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآنی کی کمال جب فروخت ہوئی جی پھر اس کی قیمت کا مسجد وغیرہ میں تصرف کرنا شرعاً منسوخ ہے اور نہ اسے دوسرے کو اس لئے دینا جائز ہے کہ بعد فروخت اس کی قیمت فقیر مسجد میں صرف کریں۔

شیخ عزہ الرحمن دعوہ بندی کی یہ دلیل اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد امامہ کی انتظامیہ قرآنی کی کمال لینے والے کی دیکل ہوتی ہے اور جب قرآنی کرنے والا خود کمال فروخت کرے اس کی رقم کو مسجد پر صرف نہیں کر سکتا تو اس کا دیکل یعنی انتظامیہ بھی کمال فروخت کرنے کے بعد اس کو مسجد پر صرف نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ مفروضہ صحیح نہیں ہے، مسجد اور دوسرے کو جو مصلیات اور چندے کی رقم دی جاتی ہیں ان میں انتظامیہ، مسجد اور دوسرے کی دیکل ہوتی ہے چہ ۱۰ لینے والوں کی نہیں ہوتی، اگر انتظامیہ چندہ دیتے والوں کو دیکل دے تو چاہے لازم ہوتا کہ چندہ کی رقم کو چندہ دینے والوں کے اہل خانہ کے متعلق شرعی

کیا جائے اور ان رسوم کے خرم کرنے میں اختلاف ہے۔ حنفیوں اور ان کی صواب دید اور متصلوں کا کوئی دخل نہ ہو حالانکہ واقع ایسا نہیں ہوئے چند و کسان رسوم مختلفین، مساجد یا مدارس کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کے اعتبار سے خرچ کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں چند دینے والوں سے مطلق مشورہ یا اجازت نہیں لینے، نیز مساجد اور مدارس کے منتظمین مساجد اور مدارس کی ضروریات کے اعتبار سے چند کر لے ہیں۔ مثلاً مسجد کیلئے دینار بنانا ہے یا مسجد کیلئے فصل خانے بنانے ہیں یا اس کے صحن کو وسیع کرنا ہے یا اس کی ضروریات کیلئے دو گنہیں بنانی ہیں یا امام اور خطیب کیلئے مکان بنانا ہے یا خطیب کیلئے رہائش گھر بنانا ہے یا لاہری کی بنانی ہے یا اور کوئی تعمیر اور توسیع کرنی ہے یا اساتذہ اور اساتذہ کو تنخواہ دینی ہیں، مسجد اور مدارس کی ضروریات اور مسائل معاشی ہیں جن کیلئے منتظمین اہل ثروت حضرات سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں اور چند اکٹھا کرتے ہیں اور یہ بات بالکل بدینہ اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں منتظمین، مساجد اور مدارس کے مکمل ہوتے ہیں اور حصول حضرات سے چندہ حاصل کر کے اس کو مساجد اور مدارس کی ضرورت اور مصالح پر خرچ کرتے ہیں۔ سو اسی طرح قربانی کی کمائیں جب مساجد یا مدارس کے منتظمین کو دی جاتی ہیں تو وہ پان کھالوں کو مساجد اور مدارس کے دیکھا ہونے کی حیثیت سے وصول کرتے ہیں اور عرف بھی اس پر مشابہ ہے کہ جب کھال دینے والے اگر مسجد یا مدرسہ میں اختتامیہ کو کھال دیتے ہیں تو ان کا یہ قصد اور ارادہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی نمائندہ اور کسلی کھال دے رہے ہیں جو ان کے احکام کے مطابق اس کھال میں تعریف کرے گا، بلکہ وہ اپنی انصافیت مسجد یا مدرسہ کو کھال دے گا کہ جاتے ہیں اور اختتامیہ مسجد یا مدرسہ کی نمائندہ یا مکمل ہونے کے حیثیت سے ان سے کھال وصول آتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اہل ثروت منتظمین مدرسہ یا مسجد پر چندہ دیتے ہیں اور یہ منتظمین کو اس چندہ میں تعریف کرنے کی نام اجازت دے دیتے ہیں کہ منتظمین اپنی صواب دید کے مطابقی اس اور یہ میں جہاں چاہیں اس رقم کو خرچ کریں تاہم اس اعتبار سے اختتامیہ چندہ دینے والوں کی دیکھا ترانی

نہ کہ مسجد یا مدرسہ کی مکمل ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ جب تک اختتامیہ چندہ کی رقم کو منتظمین پر خرچ نہ کر دے اس وقت تک وہ رقم ادا شدہ نہ سمجھی جائے بعض اوقات چندہ دینے والوں کی تہنیت کی گئی سال تک متعلقہ اداروں کے اکاؤنٹس میں پڑی رہتی ہیں اور منتظمین کسی معطلت کی بنا پر ان کو خرچ نہیں کرتے۔ یوں چندہ دینے والوں کی تہنیت چندہ دینے کے بعد بھی محفل رہتی ہیں اور ان کو ادا نہیں سمجھا جائے گا حالانکہ جب کوئی شخص مدرسہ میں کوئی عطیہ یا ذکوہ دے کر آتا ہے تو اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اس نے ذکوہ ادا کر دیا ہے یا صدقہ یا عطیہ دے دیا ہے اور اس مفروضہ پر وہ احوال ادا نہیں ہوا بلکہ تطبیق اور تصدیق میں پڑا ہوا ہے نیز یہ مفروضہ عرف اور عادت کے بھی خلاف ہے کیونکہ عرف، عادت اور لوگوں کا تعامل یہی ہے کہ مسجد اور مدرسہ کی اختتامیہ مسجد اور مدرسہ ہی کے دیکل ہوتے ہیں چندہ دینے والوں کے مکمل نہیں ہوتے مساجد اور مدارس کی ضروریات اور مصالح کی بنا پر منتظمین اہل خیر کو چندہ دینے کیلئے بلا جاتے ہیں، اہل خیر اپنی ذکوہ و صدقات اور چہ قربانی کی تقسیم کیلئے ان اداروں کے منتظمین کو اپنا دیکل نہیں جاتے بلکہ اپنی خیرات اور صدقات کا ایک حصہ مساجد اور مدارس کی اختتامیہ کو دیتے ہیں جو مدرسہ اور مساجد کے دیکل اور نمائندہ ہوتے ہیں کھال دینے والوں کا مکمل اس شخص کو کہا جاسکتا ہے مثلاً قربانی کرنے والا اپنی قربانی کی کھال کسی شخص کو دے اور اس کو یہ کہے کہ چاہے فلاں مدرسہ فلاں مسجد یا فلاں غریب شخص کو کھال یا کر دے آؤ اب یہ شخص کھال دینے والے کا دیکل ہے اور جو شخص کسی مسجد یا مدرسہ کیلئے اس کی اختتامیہ کھال دے کر آتا ہے وہ شخص کسی کو کھال دے دینے کیلئے مکمل نہیں جاتا اور یہ بالکل واضح ہے۔ (1)

(سوال) منکرین حدیث کے مرکز ادارہ طلوع اسلام (اس شخص کا تعلق ادارہ کا معمار چودھری غلام پرویز تھا جو خود مریض مگر قتلہ بھی زندہ ہیں) نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام ان لوگوں نے "قرآنی

تہ نہ لکھا ہے اس کتاب کے صفحہ 67 پر لکھا ہے۔

”یہ تمام فقرہ عید کے موقع پر نہ شہر اور ہرقہ پر ہر جگہ اور ہر کوچہ میں نکرے اور گانہیں ڈنک کرے۔ یہ قرآن کے ہر قسم کی تفسیر ہے، قرآن میں اس کے متعلق کوئی حکم نہیں، یہ ایک رسم ہے جو ہم میں نہ پھیل چاہی ہے۔“

اس کتاب کے صفحہ 63 پر منکر حد پٹ لکھا ہے۔

”سارے قرآن میں کسی ایک جگہ بھی نہیں لکھا کہ نہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھی قرآنی دے چاہئے گا“

اس صفحہ پر درج موصوفہ خاندان میں لکھا گیا ہے۔

”یہ کچھ بڑا دیکھ کر دہتا چلا آ رہا ہے اور کوئی اللہ کا بندہ دانتا نہیں سوچتا کہ یہ کیا اور کیا ہے۔“

اس کے بعد صفحہ 25 پر انکشاف کیا گیا ہے کہ

”خود رسول اللہ نے بھی دینے میں قرآنی نہیں دی“

پھر اپنی گراہی کو کشوں کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے۔

”ہر جگہ قرآنی دینا نہ حکم خداوندی ہے نہ سنت

اور ان کی اور نہ سنت محمدی علیہ السلام“

(سوال) یہ ہے کہ منکر حد پٹ کی سند درج بالا تصریحات کی حیثیت کیا ہے؟

(جواب) منکر حد پٹ کا بیان قطعاً غلط ہے اور اس کا یہ کہنا کہ قرآن میں کبیرہ قرآنی کا حکم نہیں۔ اور یہ کہ سارے قرآن میں کسی ایک جگہ بھی نہیں لکھا کہ نہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھی قرآنی دی

جائز ہے، صرف پانچ اور گمراہیوں کے قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے اور اس میں صریحاً یہ بات مذکور ہے، یا بدعت ہے کہ منکر حد پٹ کا پانی بھی اسی اور کم مانگی کی وجہ سے نظریہ آئی قن تعالیٰ فرماتا ہے

”وَلِكُلِّ امَّةٍ مِّنْهُمْ نَسِيْلٌ لِّكُرْوَةِ اَسْمِهِمْ اَللّٰهُ عَلٰی مَا رَزَقْنٰهُمْ مِنْ يَّهْمَةِ الْاَنْعَامِ“

ہم نے ہر امت کے لیے قرآنی مقررہ کی ہے تاکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیں ان چاہے

جاوے اور وہ اپنے جواں کے ان کو دے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ امت میں قرآنی موجود تھی، تفصیل یہ ہے کہ ہر امت کیلئے

رسول مآب تھا ہے جیسا کہ قرآن میں ”وَلِكُلِّ امَّةٍ رَّسُوْلٌ“ ہوتا ہے رسول دے دے آئی ہی ان میں ہو گئیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہتے کہ دنیا میں جہاں جہاں رسول آکر آیا ہے وہاں ان میں تھیں۔ لہذا جہاں

جہاں ان میں تھیں وہاں یہودیوں کی قرآنی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان میں نہ صرف نہ کہ نہ بلکہ تمام دے زمین پر ہاں تھیں اور قرآنی (جیسا کہ

آیت مذکورہ سے ظاہر ہے) ہر امت پر مقرر تھی تو ”علوم“ اور قرآنی تمام دے زمین پر ہوئی تھی۔ لہذا

منکر حد پٹ کا یہ کہنا کہ قرآن میں کبیرہ قرآنی کا حکم نہیں اور یہ کہ سارے قرآن میں کسی ایک جگہ بھی نہیں لکھا

کہ سارا کہ کسی اور جگہ بھی قرآنی ہو گیا نہ کہی ہے نہ صرف نہ کہی بلکہ بے لفاظی حکم کی تین دلیل ہے۔

علاوہ ازیں قرآنی کو حج یا حاتمی کا تعبد یا مکہ کے ساتھ شخص کرنا بھی بدعت نہیں، کیونکہ کوئی

تفسیر سے نقل دینا نہیں ان میں وہ جو تھیں اور جہاں جہاں اس میں موجود تھیں وہاں قرآنی تھی (جیسا کہ آیت

سے ظاہر ہے) لہذا قرآنی کو حج یا حاتمی کا تعبد یا مکہ کے ساتھ شخص کرنا بھی نہیں ہے۔

تفصیل:

جہاں ایک جگہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہوں پر قرآنی رسولوں کے واسطے مقرر کی

ہے جیسا کہ آیت مذکورہ سے واضح ہے اور رسولوں نے اپنی اپنی امتوں کو حسب ہدایت خداوندی قرآنی

سمجھا کر اس طرح قرآنی حکم آیت کریمہ رسولوں فی ملت قرار پائی لہذا منکر حد پٹ کا یہ کہنا کہ یہ

بدعت اور نہ لکھی ہے اور نہ سنت محمدی علیہ السلام ”خلاقا ہے کیونکہ یہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے

ہر امت پر مقرر کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ امت کو صرف رسول ہی بتا سکتا ہے۔ لہذا یہ قطعاً ہر رسول کی

ملت ہے لہذا یہ حکم خداوندی ہونے کے ساتھ ساتھ سنت ابراہیمی بھی ہے اور سنت محمدی بھی اور منکر

حدیث کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے اور ایسی ہے نہ سنت ہے بلکہ بالکل خلافِ قرآن کہن ہے۔

غلاوہ از میں مکر حدیث سے کہا ہے کہ قرآنی ایک رسم ہے جو ہر آدمی سے رائج ہے اس کے متعلق تمام زمین کرام خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ اور ایسی قسم کی دیگر غفلت صرف اسی لئے کی جارہی ہیں کہ علامہ المسلمین کو کئی راستہ سے بیز اور دیا جائے تاکہ رفتہ رفتہ وہ انکار و دہریت کی طرف پاسانی پائل ہو سکیں۔ سیدہ کی بات ہے کہ قرآنی محض ایک رسم یا بدعت دینی اور دین دہوئی (جیسا کہ منکر حدیث کا خیال ہے) تو ابتداء سے وراثت ہی سے اس میں اختلاف ہوتا جیسا کہ عقلی افحال مراد میں جملہ اور امامت کے مسائل میں دروفا ہوا۔ حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قرآنی کے مسئلہ میں کسی زمانے میں بھی اختلاف نہیں ہوا۔ یہ کسی قرآنی کی رسم تھی۔ یہ کسی قرآنی کی بدعت تھی کہ سارے جہاں کے مسلمانوں نے بلا اختلاف اس کو اپنایا۔ اور دین قرآن سے یا۔

غلاف کا یہ ہے کہ دین نہیں کسی رسم یا غنی بات کے پیدا ہوتے ہی اختلاف کا پیدا ہونا فطری امر ہے فوراً اختلاف ہوتا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ قرآنی پر سارے عالم کے مسلمان اتفاق ہیں اور یہ شیعہ بقرہ یہ مکر مکر رائج ہے اس لئے یہ رسم یا بدعت نہیں بلکہ دین ہے منکر حدیث کا قول بالکل خلاف اور بعد از ہم ہے۔ اب وہ منکر حدیث کا یہ قول کہ قرآنی محض ہزار سال سے مانا ہوئی تو اس سے پہلے اس کا ذکر نہ ہوتا۔ حالانکہ اس ہزار سال دور سے قبل کی تعینات میں یہ منسوب ہو جو ہے بخاری کی کتاب اور موسیٰ امام مالک دونوں اس ہزار سالہ دور سے پہلے کی کتابیں ہیں اور قرآنی کے ذکر سے مری ہوئی ہیں۔

از اللہ شہید:

اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ اختلاف کتب حدیث نہیں ہے اور منکر حدیث سے کچھ ناقص ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ منکر حدیث خواہ کتنی کتابوں میں مندرجہ احادیث کو مانے یا نہ

مانے یہاں اس سے بحث ہی نہیں، بحث تو یہ ہے کہ یہ کتب دوسری اور تیسری صدی میں تالیف ہوئی ہیں اور دین میں قرآنی کے مضمون کا جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ زمانہ تالیف سے قبل اور زمانہ تالیف میں قرآنی کا ذکر اور چرچا موجود تھا۔ لہذا یہ کہنا کہ قرآنی ایک رسم ہے جو ہزار سال سے رائج ہے قطعاً غلط گمراہ کن اور بے بنیاد ہے بخاری میں مندرجہ احادیث مکر حدیث کے نزدیک غلط اور صحیح مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ کتاب ہزار برس سے قبل کے دور میں تالیف ہوئی لہذا اس میں مندرجہ احادیث قرآنی ہزار برس سے پہلے قرار پائیں۔ یہی دلیل ہے اس بات کی کہ قرآنی اس ہزار سالہ دور سے پہلے دور میں جو ترقی اب آگے یہ قرآنی رسم و بدعت ہوئی اور سنت دین دہوئی، دینی بلو قیغ اس میں اختلاف ہوا اور وہ اختلاف منقول ہا لواتر ہوتا۔ حالانکہ اس کے برعکس قرآنی پر اتفاق منقول ہا لواتر ہے اور یہ یہ ہے کہ یہ سنت ہے اور دین ہے کہیں عید الاضحیٰ کی نماز منقول ہا لواتر ہے اور دین ہے۔ بعینہ اسی طرح نماز بعد قرآنی منقول ہا لواتر ہے اور دین ہے جس ذریعہ سے عید الاضحیٰ کی نماز کا دین ہوتا منقول ہے۔ اسی ذریعہ سے نماز کے بعد قرآنی کا دین ہوتا منقول ہے۔

غلاف یہ ہے کہ منکر حدیث کا یہ کہنا کہ قرآنی ہزار سال پیداوار یا بدعت ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ تقریباً ہزار سال کی چشمی پیداوار یا بدعت جس اور سب معلوم ہیں۔ مثلاً تثنیٰ، فروع، اقبال اور چار و خمیر۔ سب ہزار سال پہلے کی چیزیں ہیں اور سب جانتے ہیں کہ یہ بدعات ہیں لیکن ان کا بدعات ہونا منقول ہا لواتر ہے اسی طرح اگر قرآنی محض کوئی رسم، بدعت یا غنی پیداوار ہوئی تو یقیناً اس میں اختلاف ہوتا اور وہ اختلاف منقول ہا لواتر ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے معلوم ہوا قرآنی کوئی رسم، بدعت یا غنی پیداوار نہیں بلکہ دین ہے اور اس کا دین ہونا اسی طرح بلا اختلاف منقول ہا لواتر ہے جس طرح نماز عید الاضحیٰ کا دین ہوتا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ قرآنی غلطاً اختلاف منقول ہا لواتر ہوتا اس بات کا حقیقی نہیں ہے کہ قرآنی دین ہو۔ ہو سکتا ہے کہ مارا عالم اسلام کی ۱۱۱ ہجری جزویہ شفق دو چاہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دینی چیز دینا کن جانے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

قربانی کا بڑا اختلاف متداول ہوا اور ہر فرقہ اپنے اپنے عقیدے پر قائم رہا۔ بعض نے کہا کہ قربانی دین و دھرم کا ایک حصہ ہے اور اس کی حیثیت بھی مشتبہ ہو جائے گی اس اجمال کی تفسیل یہ ہے کہ متکثر حدیث کے مطابق قربانی ہر سال سے شروع ہوتی ہے اس سے پہلے جو حج یا عمرہ کیا گیا ہے وہ صحیح ہے اور اس کی قربانی بھی صحیح ہے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سادہ عالم اسلام کسی لادینی چیز کو دین قرار نہیں دے سکتا اگر سادہ عالم اسلام کسی لادینی چیز کو دین قرار دے سکتا ہو تو اس وقت سادہ عالم اسلام کی بات کا فائدہ نہیں ہوگا۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔

اب ہر متکثر حدیث کا یہ قول کہ حجی کریم ﷺ نے مدینہ میں قربانی نہیں کی تھی اس کے حلق میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حجی کریم ﷺ نے مدینہ میں نماز عید الاضحیٰ توڑنے سے ثابت ہے ہونہ ای طہ قربانی بعد از نماز عید الاضحیٰ توڑنے سے ثابت ہے اس کے علاوہ میں دس طبقے ہیں جو چاہت ہوں بتا دینی کریم ﷺ نے مدینہ میں نماز عید الاضحیٰ توڑی یا نہیں؟ اور یہی صورت ہیں یا نہیں؟

کچھوں پر بھی یہ طعنہ لگایا گیا کہ قربانی دین و دھرم کا ایک حصہ ہے اور اس کی حیثیت بھی مشتبہ ہو جائے گی اس اجمال کی تفسیل یہ ہے کہ متکثر حدیث کے مطابق قربانی ہر سال سے شروع ہوتی ہے اس سے پہلے جو حج یا عمرہ کیا گیا ہے وہ صحیح ہے اور اس کی قربانی بھی صحیح ہے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سادہ عالم اسلام کسی لادینی چیز کو دین قرار نہیں دے سکتا اگر سادہ عالم اسلام کسی لادینی چیز کو دین قرار دے سکتا ہو تو اس وقت سادہ عالم اسلام کی بات کا فائدہ نہیں ہوگا۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔ اگرچہ بعض نے کہا کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کی قربانی باطل ہے۔ یہاں پر ایک اختلاف پیدا ہوا ہے کہ قربانی صرف ایک سال سے شروع ہوتی ہے یا ہر سال سے۔

پر دلا ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں کمرس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

(1) محراب دہلی، قربانی اور عید عید، مسجد اقصیٰ دہلی

ذریعہ انتظام ادارہ ماہنامہ السبعیہ

مکتبہ نعیمیہ

قرآن مجید، تفسیر، احادیث، تراجم، دوسری کتب

(طلباء و طالبات) ساری سنی و اعلیٰ کتبائیں

دارالعلوم پورہ نعیمیہ دہلی شاہد اولاد پورہ

0300-4334339
042-6312423

رابطہ

پس لفظ

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب ہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کے حصول کا ذریعہ اس کی عبادت ہے اور عبادت اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کا نام ہے اور یہ ایک مکمل حقیقت ہے کہ احکامات خداوندی کی قیاسی صورت میں ممکن ہے جب انسان خواہشات نفس کے اس داخلی حیوان کا شریعت کی قربان گاہ پر اطاعت خداوندی کی چھری سے اس طرح گلا کاٹ دے جیسے وہ اس ظاہری حیوان کی گردن پر آہنی چھری چلا کر اس کو ذبح کر دیتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ قربانی کے بغیر کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، سیاست، ملازمت، تجارت، ذراعت، اور عبادت غرضیکہ مادی اور روحانی کسی بھی مقصد میں انسان اس وقت تک نامیابی حاصل نہیں کر سکتا جب تک اس کیلئے آرام، دولت، وقت اور خواہشات و مجرہ کی قربانی پیش نہیں کر دیتا۔ دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں خلوص ”تلاہیت“ ایثار اور قربانی کے جذبات سے سرشار اور مالا مال فرمائے آمین۔

حضرت علامہ غلام مصطفیٰ الدین چشتی کولہوی بن محمد علی

تالیم تعلیمات و مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

دہلی نمبر: 0300-4597263

پتہ نمبر 73/4R لاہور آباد

فون نمبر 51876 ضلع بہاولنگر

